not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

\SURA-E-JUMUAH\Paw-Print-Border-2.j
not found.

سورۂ جمعہ

سے ملنے والا سبق اور نصیحتیں

مرتب

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا امتیاز احمد خان مفتاحی

(بانی جامعۃ المؤمنات نرمل، تلنگانہ)

سنہ طباعت: ۲۰۲۰ء

کمپوزنگ: محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

ناشر

عظیم بک ڈپو، جامع مسجد دیوبند، یوپی، انڈیا۔

قرآن مجید اور رسول ﷺ کی وجہ سے اُمّی عربوں کا مقام بلند ہو گیا

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ o هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُّبِينٍ o وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (3)ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ o مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَاراً بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ o (الجمعه: ۱ تا ۵)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے، جو بادشاہ ہے، بڑے تقدس کا مالک ہے، جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کی زندگی سنوارتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور (یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آ کر نہیں ملے، اور اللہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ جن لوگوں کو تورات کا حامل بنایا گیا، پھر انہوں نے اس کا بار نہیں اٹھایا، ان کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہو، بہت بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت تک نہیں دیتا۔ (اے نبیؐ! ان سے) کہہ دیجئے کہ اے وہ لوگو جو یہودی بن گئے ہو! اگر تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ سارے لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ اور انہوں نے اپنے ہاتھوں جو اعمال آگے بھیج رکھے ہیں ان کی وجہ سے یہ کبھی

موت کی تمنا نہیں کریں گے، اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے آ ملنے والی ہے، پھر تمہیں اس (اللہ) کی طرف لوٹایا جائے گا جسے تمام پوشیدہ اور کھلی باتوں کا پورا علم ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

یہود کو بنیاد بنا کر عربوں کو قرآن اور پیغمبر کی اہمیت اور قدر کرنے کی تلقین کی گئی

سورۂ جمعہ کے دو رکوع ہیں، پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور یہودیوں دونوں سے خطاب کر کے قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری کر کے اپنی زندگی سنوارنے اور کامیاب بنانے کی تلقین کی ہے اور یہود کا کتابِ الٰہی کے ساتھ جان بوجھ کر بغاوت کرنا اور حق ادا نہ کرنے کو بظاہر بیان کر کے مسلمانوں کو کتاب الٰہی سے اپنا رشتہ جوڑے رکھنے اور حق ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

سب سے پہلے اس میں یہ کہا گیا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ جل شانہ کی عبدیت و بندگی کرتے ہوئے اس کی بڑائی، پاکی و تسبیح بیان کر رہی ہے، اس لئے انسان بھی اس کی اطاعت و غلامی کرنے والے بن جائیں، پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی بیان کی گئی۔

اَلْمَلِکُ: حقیقی بادشاہ، اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا حقیقی اور اصلی اکیلا بادشاہ ہے، اس کو کسی نے بادشاہت نہ عطا کی اور نہ وہ دنیا کے نقلی بادشاہوں کی طرح مختصر اور عارضی مدت کا حکمران ہے، وہ ہمیشہ سے ہی خود ہی سے اکیلا اس کائنات کا مالک و حاکم ہے، وہ کسی کی تائید اور مدد سے بادشاہ نہیں بنا، اس کائنات میں نہ اس سے بڑا کوئی ہے اور نہ اس کے برابر کوئی ہے، نہ اس جیسا کوئی ہے، اس جیسی طاقت و قوت اور قدرت کسی میں نہیں، کوئی اس کو نہ زیر کر سکتا ہے اور نہ شکست دے سکتا ہے، اس کو اپنی حفاظت کے لئے نہ فوج چاہئے نہ ہتھیار، نہ مدد کے لئے کوئی وزیر چاہئے، ساری کائنات اور اس کا ذرّہ ذرّہ اسی اکیلے کی ملکیت اور غلام ہے، کوئی ذرہ اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا، سب اس کے محتاج اور مجبور ہیں، اس کی بادشاہی کو زوال نہیں، وہ واکیلا شہنشاہِ کائنات تھا، ہے اور ہمیشہ

ہمیشہ رہے گا، اس کی حکمرانی میں کوئی شریک نہیں۔

اَلْقُدُّوسُ: اس کی دوسری صفت القدوس بیان کی گئی ہے، یعنی وہ ہر قسم کے عیب ونقص، زوال، شرک اور تمام محتاجیوں سے پاک ہے، اس میں کوئی مجبوری وکمزوری نہیں، مگر انسانوں نے اس کی پاکی کی حقیقت نہ سمجھ کر اس کے ساتھ ناپاک اور گندے عقیدے قائم کر لئے، اور اپنی جیسی خرابیوں، عیبوں اور محتاجیوں کو اس کے ساتھ جوڑ دیا اور اس کے کمالات وخوبیوں کو مخلوقات کے ساتھ جوڑ دیا، ایمان والے اس کی پاکی کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے سبحان اللہ اور الحمدللہ کی تسبیح پڑھ کر اس کی پاکی وبے عیبی بیان کرتے ہیں۔

اَلْعَزِيْزُ: وہ زبردست قوت اور غلبہ رکھنے والا ہے، اس کی طاقت وقوت کا یہ عالم ہے کہ اس کے فیصلے اور حکم کو نافذ کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی، اس سے ٹکرانے کی کسی میں طاقت نہیں، کوئی چاہے یا نہ چاہے اس کی اطاعت وغلامی پر مجبور ہے، اس کی نافرمانی کرنے والا اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا، اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اَلْحَكِيْمُ: حکمت والا، سب کاموں کو مصلحت سے کرنے والا۔ وہ طاقت وقوت والا ہونے کے باوجود اپنے قانون اور احکام' حکمت ودانائی کے ساتھ نازل کرتا ہے، اس کے ہر قانون اور احکام میں مخلوق کے لئے امن وسلامتی اور کامیابی ہے، وہ اپنی حکمت اور دانائی سے مخلوقات کی تخلیق، ربوبیت اور تدبیر کرتا ہے، اس کے کسی کام میں غلطی، بھول، نادانی، ظلم، زبردستی، حماقت، جہالت اور کوئی نقص نہیں ہوتا۔

انسان کا بنایا ہوا قانون' عیب ونقص اور ظلم سے پاک نہیں ہوتا

دنیا کے انسانی حکمرانوں کو جب بے پناہ قوت وطاقت مل جاتی ہے تو وہ اپنے قانون کو زبردستی بہ زورِ بازو نافذ کر کے عوام پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں، ان کے قانون اور احکام میں ظلم، نقص، خرابی، بھول، غلطی، حماقت، جہالت، ناانصافی' سب کچھ ہوتا ہے، اس لئے ان کو بار بار اپنے قانون میں تبدیلی اور ترمیم کرنا پڑتا ہے اور اس میں اصلاح کرنی پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر کام اور حکم غلطی و ظلم سے پاک ہے!

اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے، رحیم و غفور ہے، ہادی اور ودود ہے، دنیا کے ناقص انسانی بادشاہوں کی طرح وہ بادشاہ نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے، وہ اپنی خلق کے لئے جو اصول و ضابطے اور طریقے بناتا ہے وہ سراسر حکمت و دانائی، عدل و انصاف والے اور مخلوق کے فائدے کے لئے ہوتے ہیں، ان میں رتّی برابر ظلم و زیادتی نہیں ہوتی، وہ جو بھی کام کرتا ہے حکمت و دانائی سے بھرپور ہوتا ہے، اس نے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر امیوں میں بنی اسماعیل میں بھیجا ہے اور ان کو اپنی آخری وحی قرآن مجید عطا کی ہے تو وہ بہتر جانتا ہے کہ کونسی قوم سے کس وقت کیا کام لیا جائے؟ کونسی قوم میں ذمہ داریاں ادا کرنے اور کتاب کا حق ادا کرنے کی صلاحیت ہے اور کون نا کارہ و نا اہل بن گئے ہیں اور کتاب کا حق ادا کرنے کے قابل نہیں رہے، کون اللہ کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں اور کون شیطان کی جماعت بننا پسند کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو قرآن مجید اور محمد ﷺ کی قدر کرنے کی تلقین کی گئی

اس کے بعد اہل عرب کو یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن مجید جو عظیم نعمتیں اور احسانات ہیں ان کو عطا کی گئیں، اہل عرب ان کی قدر کریں اور قرآن مجید کا حق ادا کریں، اللہ نے ان کا ذکر امیوں کی حیثیت سے کیا، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل لفظ امّی عربوں اور خاص طور پر بنو اسماعیل کے لئے استعمال کرتے تھے، اس لئے کہ وہ ان کے مقابلے اہل کتاب تھے، ان کے پاس لکھنے پڑھنے کا رواج تھا، ان کے ہاں شریعت اور قانون کے پڑھے لکھے لوگ تھے۔

عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا، نہ زندگی گذارنے کا کوئی ضابطہ اور قانون تھا اور نہ کوئی کتابی تعلیم تھی، عرب زیادہ تر عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور

اخلاقیات کی گراوٹ میں مبتلا تھے، ان کا معاشرہ ایک جاہل اور اَن پڑھ معاشرہ تھا، وہ بہت ساری باتیں یہود سے پوچھتے اور ان کے علم و کمال سے متاثر ہو کر جھاڑ پھونک کرواتے تھے، یہودی' اہل عرب اور خاص طور پر بنو اسماعیل کو حقارت و ذلت اور گری ہوئی نگاہوں سے دیکھتے، انہیں اچھوت سمجھتے تھے، یہود اپنے سواء باقی انسانوں کو بدمذہب، ناپاک، کمتر اور ذلیل سمجھتے، اور اُمی عربوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ امیوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھا لینے کوئی گناہ نہیں سمجھتے، ان کو انسانی بھائی نہیں سمجھتے، ان کے ساتھ سفر نہیں کرتے، اگر ان میں کوئی پانی میں ڈوب رہا ہو تو اس کو بچانا ضروری نہیں سمجھتے، اس لئے وہ اپنے سوا کسی دوسری قوم میں نبی اور کتاب کے آنے کو ماننے تیار ہی نہیں تھے۔

عربوں کی گمراہی کا بھی کچھ حال ذہن میں رکھئے

اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کرنے اور قرآن مجید عطا کرنے میں یہ ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے، رسول ان کو کتاب کی آیات کی تلاوت کرکے سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں، قانونِ الٰہی اور ضابطۂ حیات کی حکمتیں سمجھاتے ہیں۔

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے جو تقریر کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم مردار کھاتے، فحاشی کرتے، ظلم کرتے، صلہ رحمی نہ کرتے، پڑوسیوں کو ستاتے، ہم میں کے طاقتور' کمزوروں کو دباتے، اللہ نے ہمارے درمیان ہم ہی میں سے ایک کو رسول بنا کر بھیجا، ہم اس کے حسب و نسب اور زندگی سے اچھی طرح واقف ہیں، اس نے یہ تعلیم دی کہ ایک اللہ ہی کو پکارو، اسی کی بندگی کرو، وہ سچا، امانت دار انسان ہے، اس نے پتھروں اور بتوں کی بندگی سے روکا، سچ بولنے کی تعلیم دی، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی، ہر قسم کی بے حیائی سے روکا، جھوٹ سے منع کیا، یتیم کا مال کھانے سے روکا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا، وہ ہمیں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔

اللہ نے اُمّی قوم پر رسول اور کتاب نازل کر کے احسانِ عظیم فرمایا

اللہ تعالیٰ نے لفظ اُمّی کہہ کر اپنی قدرت عظیم اور قادر مطلق ہونے کا اظہار فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی قوم میں مبعوث کیا، یہ بات بڑی غور طلب اور عجیب ہے کہ ایک طرف پوری قوم جاہل، اَن پڑھ، حد سے زیادہ گندیوں اور بداخلاقی میں ملوث، پھر شرک و بت پرستی میں سب سے آگے، قوم بھی اُمّی اور رسول بھی اُمّی' اس کے برعکس سب سے زبردست اور سب سے اونچا علمی کلام جو قیامت تک بڑے بڑے تعلیم یافتہ انسانوں کو متاثر کرنے والا ہے' عطا فرمایا، سوائے رسول اللہ کے، دنیا کی بڑی سے بڑی قوم، قابل سے قابل' ذہین ترین انسان بھی اس جیسی اُمّی قوم کو اور ان کی زندگیوں کو سنوار نہیں سکتا تھا۔

اللہ نے انہیں یہ احساس دلایا کہ اگر اللہ کا تم پر فضل نہ ہوتا تو تمہاری زندگی سنور نہیں سکتی تھی، اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ تم کو دنیا کے مثالی اور بہترین انسان بنا رہا ہے، اس لئے تم ہمارے بھیجے ہوئے رسول اور اُن کی لائی ہوئی تعلیمات کو نعمت جانو! قدر کرو! اور کتاب کا حق ادا کرو! یہود کی طرح غافل مت بن جاؤ!

رسول اللہ ﷺ قیامت تک آنے والوں کے لئے نبی ہیں

سورۂ جمعہ کے پہلے رکوع میں اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت ان تمام لوگوں کے لئے بھی ہے جو بعد میں دنیا میں آنے والے ہیں، جو ابھی اُن سے نہیں ملے، جو بعد میں آپ پر ایمان لائیں گے، گویا قیامت تک آپ ؐ آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث کئے گئے ہیں، البتہ آپ کی زندگی کے بعد آپ کی نبوت قیامت تک جاری رہے گی۔

پیغمبرؑ امت کی سدھار کے لئے تین طریقے اختیار کرتے ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ○ (یونس:۵۷) ترجمہ: اے لوگو! تحقیق کہ تمہارے پاس آچکی ہے تمہارے رب کی طرف سے ایک موعظت، اور شفاء ہے تمہارے سینوں کے امراض

کے لئے ،اور ہدایت اور رحمت ہے تمام مؤمنین کے لئے۔

نبی لوگوں کو اللہ کے کلام کی آیات تلاوت کر کے سناتے ہیں، تلاوت سے مراد دراصل اتباع و پیروی کے ہیں، وہ خود بھی اس کلام کی اتباع کرتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو ان آیات پر عمل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

نبی انسانوں کا تزکیہ کرتے ہیں اور پھر حکمت کے ساتھ کتاب کی تعلیم دے کر حرام و حلال کا قانون بتلاتے ہیں، اس میں خاص طور پر انسانوں کے تزکیہ کے لئے تلاوتِ آیات کے ذریعہ زندگی سنوارنا، کتاب اور حکمت کی تعلیم دینا، نبی کے بعد آنے والے امتی جو نبی کے نمائندے بنیں گے وہ بھی نبی ہی کے طریقۂ کار کو اختیار کر کے اصلاح کا کام کریں گے۔

تزکیۂ نفس اور تزکیہ باطن کیا ہے؟ اور تزکیہ کیسے کرنا چاہئے؟

انسان کی دو حالتیں ہیں، ایک اندرونی اور دوسری بیرونی، ایک باطنی اور دوسری ظاہری، انسان کو درست کرنے کے لئے سب سے پہلے اس کے اندرون کو پاک کیا جائے، پھر بیرون کی پاکی پر زور دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے وہ اگر درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، وہ انسان کا دل ہے۔ (صحیح بخاری)

اس لئے تزکیہ پاکی حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے انسان کے قلب پر محنت کی جائے، اس کی فکر، خیالات و جذبات کو درست کیا جائے، انسان جتنے بھی اعمال کرتا ہے وہ فکر اور خیالات ہی کے تحت کرتا ہے، فکر صحیح ہو تو عقیدہ صحیح ہو کر اعمال بھی صحیح ہوں گے، فکر غلط ہو تو عقیدہ غلط ہو کر اعمال بھی غلط ہوں گے، فکر، خیالات اور جذبات صحیح ہو جانے سے عقیدہ صحیح ہو جاتا ہے۔

انسان کے قلب میں شرک، کفر، منافقت، حسد، جلن، بغض وعداوت، کینہ، غرور و تکبر، مخلوقات کی محبت، مخلوقات کا ڈر، ان سے امید جیسی بیماریاں ہوتی ہیں، اس لئے تزکیہ

کے ذریعہ سب سے پہلے اندرون کو پاک کیا جائے، ان کی جگہ خالص توحید، اللہ کی محبت، اللہ کا ڈر خوف، اللہ کا ادب واحترام اور تعظیم پیدا کی جائے، چنانچہ تزکیہ میں سب سے پہلے اندرون کی پاکی وصفائی ضروری ہے، اس سے اخلاق رذیلہ سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، اس کے ذریعہ بیرون کو سنوارا جائے۔

تزکیہ دراصل ضمیر اور شعور کی پاکی، شرکیہ عقائد، ناقص ایمان سے پاکی، باطل تصورات سے پاکی، کفروشرک سے پاکی، بُرے اخلاق وعادات سے پاکی، انسانی افکار اور غلط عقائد سے پاکی، انسانوں کو ہر قسم کے ظاہری وباطنی گندگیوں سے پاک کر کے ربانی ورب چاہی زندگی کے لئے تیار کرنا ہے، انسانوں کو دنیا سے اور مخلوقات سے توڑ کر رب سے جوڑنے کے لئے تیار کرنا ہے۔

موجودہ زمانے میں تزکیہ صرف بیرون یعنی ظاہر کا کیا جارہا ہے

مگر موجودہ زمانے میں تزکیہ کچھ عجیب شکل اختیار کر گیا، لوگوں کے اندرون کو درست کئے بغیر بیرون کو سجایا جاتا ہے اور اللہ کی پہچان ومعرفت دئے بغیر شرک سے پاک کئے بغیر، شرکیہ عقائد واعمال کے عادی بنے رہ کر انسانوں کو اور دلوں میں، حسد، بغض وعداوت، کینہ اور تکبر جیسی بیماریاں ہونے کے باوجود ان کو تزکیہ نفس حاصل کرنے، زبان سے اللہ کا ذکر کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے، جبکہ وہ اللہ کی معرفت ہی صحیح نہیں رکھتے، اور ایسے لوگ جو معرفتِ الٰہی نہیں رکھتے اور یقین کی کیفیت سے خالی ہوتے ہیں، صرف زبان سے برکت اور ثواب کی خاطر ذکر کرتے بیٹھے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ قلب کا تزکیہ نہ ہونے اور ایمان کے یقین سے خالی ہونے کی وجہ سے لوگ اللہ کے احکام وقانون کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کرتے، گناہ کو گناہ جان کر بھی گناہ نہیں چھوڑتے، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ کونسی چیز گناہ کبیرہ ہے اور کونسی چیز گناہ صغیرہ ہے، انسان کے اندرون کا جب تزکیہ ہوتا ہے تو ایمان دلوں میں اتر جاتا ہے، ورنہ زبان تک ہی رہتا ہے، اس لئے تزکیہ قرآن مجید کے ذریعہ کیا جائے۔

بنی اسرائیل اللہ کی آخری امانت کا حق ادا کرنے کے قابل نہ رہے

اس کے بعد یہود کی طرف خطاب منتقل ہوا، قرآن مجید نے جگہ جگہ جس طرح بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ریکارڈ پیش کیا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ کی امانت کی قدر نہیں کی، وہ صرف زبردستی ایک بوجھ اٹھائے ہوئے تھے، وہ اس قابل نہ رہے کہ آخری امانت ان کے حوالے کی جائے۔

انہوں نے نبیوں کو قتل کیا، توارت میں من مانی تبدیلیاں کیں، بعض احکام کو چھپادیتے اور بعض پر عمل کرتے تھے، حق کی نشانیوں اور ہدایات کو مٹادیا اور کتابِ الٰہی کو مختلف تاویلات سے بدل دیتے تھے، کتاب کو پڑھتے اور سمجھتے لیکن جان بوجھ کر اس کے خلاف زندگی گذارتے تھے، اور اس کو تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کی کتاب بناڈالا، ان کو صرف اپنے آسمانی کتاب کا حامل ہونے پر فخر تھا، مگر اس پر عمل نہیں کرتے تھے، اس طرح کتابِ الٰہی کو عمل سے جھٹلاتے اور اس کی تکذیب کرتے تھے۔

جھٹلانا اور تکذیب کرنا کسے کہتے ہیں؟

انسان کا تکذیب کرنا اور جھٹلانا دو طرح سے ہوتا ہے، ایک زبان سے انکار کرنا اور دوسرا عمل سے اس کے خلاف چلنا، بنی اسرائیل نے کبھی تورات کو زبان سے اللہ کی کتاب ماننے سے انکار نہیں کیا اور نہ جھٹلایا، البتہ جان بوجھ کر اپنے فائدے اور مطلب ونفسانی خواہش پر اس کے خلاف عمل کیا، یہ ماننا' اصلاً ماننا نہیں، انکار ہی تھا۔

قرآن نے اس طرح کے عمل کو جھٹلانا اور انکار کہا ہے، زبان سے اللہ کی کتاب ماننا مگر عمل سے جان بوجھ کر اس کے خلاف چلنا انکار نہیں تو اور کیا ہے، غرض وہ آسمانی کتاب کی ذمہ داری نہ اٹھا پائے، اس کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

شیطان کا دھوکہ وفریب

پھر ان کو اس بات کا زعم تھا کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کے مقدر کا حصہ ہے، ان

کے ہوتے ہوئے کسی دوسری قوم میں رسول کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں کی اولاد اور امت ہیں، ہم کیسی ایسے نبی کی ہدایت کے محتاج کس طرح ہوسکتے ہیں جو اُمّیوں کے اندر پیدا ہوا؟ وہ یہ بات بھی گھڑ لئے تھے کہ ہم کسی ایسے شخص کی نبوت کی تصدیق نہیں کریں گے جب تک کہ اس کی قربانی کھانے کے لئے آسمان سے آگ نہ اُترے، قرآن نے ان کی من گھڑت باتوں کی تردید کی۔

وہ جانور سے بھی گئے گذرے بن گئے

ان کو گدھے سے تشبیہ دی گئی، جس کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوئی ہیں، وہ عقل وشعور سے خالی ہوتا ہے، اس کو کچھ نہیں معلوم رہتا کہ وہ کس چیز کا بار اٹھایا ہوا ہے، تمہاری حالت تو جانور سے بھی بدتر ہے، وہ سمجھ بوجھ نہیں رکھتا، تم عقل اور سمجھ بوجھ رکھ کر بھی کتاب سے فرار اختیار کئے ہوئے ہو، پھر اس پر یہ زعم بھی ہے کہ تم اللہ کے چہیتے اور محبوب ہو۔

رسول ﷺ کو سچا جاننے کے باجود انکار کی وجہ

تم ہمارے بھیجے ہوئے رسول کو اس لئے ماننے سے انکار کررہے ہو کہ وہ اس قوم میں بھیجا گیا، جیسے تم امی کہہ کر حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہو، تم یہ سمجھتے تھے کہ یہ رسول بھی تمہاری قوم میں آنا تھا؟ تم اس رسول کو حضرت موسیٰؑ کی پیشین گوئیوں اور تورات کی نشانیوں اور حضرت عیسیٰؑ اور انجیل کی بشارتوں سے اچھی طرح اولاد سے زیادہ پہچانتے ہو، اور جان بوجھ کر انکار کررہے ہو، تم اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ تمہارے علاوہ دوسری قوم میں کوئی رسالت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے، امیوں میں کوئی رسول نہیں آسکتا۔

صحابہ کرامؓ کی زندگی ان کے سامنے کھلی کتاب تھی

لیکن اللہ تعالیٰ نے امیوں ہی میں سے ایک رسول پیدا فرمایا جو تمہارے سامنے کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کررہا ہے اور ان کی زندگیوں کو پاک کررہا ہے، ان کو گمراہی سے ہدایت کی طرف لا رہا ہے، تم ان تمام لوگوں کی پہلی زندگی کے حالات

سے اور ایمان لانے کے بعد کی زندگی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، وہ اُمّی سے اہل کتاب بن گئے، یعنی اَن پڑھ سے تعلیم یافتہ بن گئے، ان کی زندگی کے سامنے یہود کی زندگی گندی، ناکارہ، گمراہی اور اندھیرے والی ہوگئی، یہ اللہ کی حکمت اور فضل ہے، وہ جسے چاہے دے دے، اس کی عطا اور فضل میں تمہارا اپنا دخل نہیں۔

کتاب کے ذریعہ عربوں کو بلند مقام دیا گیا

اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ بنی اسرائیل میں وہ صلاحیت ختم ہوچکی ہے جو انسانوں کی سدھار اور قیادت کے لئے ہوتی ہے، وہ اخلاقِ رذیلہ کا شکار ہوکر خود گمراہ ہوگئے، اور کتاب کے خلاف جان بوجھ کر زندگی گذار رہے ہیں، اس لئے اللہ نے اپنی حکمت سے بنو اسماعیل میں رسول بھیجا جو حضرت ابراہیمؑ کی دعاء اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت تھے، اور وہی حضرت ابراہیمؑ کے پیرو تھے، اس کی وجہ سے عربوں کا مقام بنی اسرائیل کے مقابلے بہت بلند ہوگیا، اللہ نے اس کتاب کے ذریعہ عربوں کے حالات زندگی کو بدل دیا، وہ جنگلی غیر مہذب اور بداخلاق سے بہت ہی باشعور، مہذب اور بااخلاق مثالی قوم بن گئے۔

اللہ نے اپنی صفت حکیم کے ذریعہ بتلایا کہ جو اُمّی تھے انہیں کے ذریعہ اللہ نے قیامت تک آنے والوں کو روشنی دینے کے قابل بنادیا، کتاب سے دوری اور اس کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے یہود کے افکار و خیالات اور عقائد بگڑ گئے، مصر کی غلامی نے ان کو بیکار بنادیا، وہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی درست نہیں ہوئے اور نہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں درست ہوئے، اللہ نے ان کی اس ناقدری کی وجہ سے ان کے حق میں لعنت وغضب لکھ دیا، اب وہ اس دنیا میں اللہ کے دین کے حامل نہ رہے، قیامت تک ان سے یہ اعزاز چھین لیا گیا، ان کی مثال گدھے کی مانند دی گئی، گدھے کی پیٹھ پر چاہے کتنی ہی حکمت سے بھری کتابیں رکھ دی جائیں' اس میں نہ بصیرت پیدا ہوسکتی ہے اور نہ حکمت و دانائی آسکتی ہے، اس لئے کہ وہ پڑھ کر سمجھ نہیں سکتا، بنی اسرائیل بھی کتاب پڑھتے مگر سمجھتے نہیں تھے یا

سمجھ کر جان بوجھ کر بغاوت و نافرمانی کرتے تھے۔

اکثر مسلمان بھی یہود کی روش اختیار کر رہے ہیں!

یہی مثال آج امت مسلمہ بھی پیش کر رہی ہے، وہ قرآن کو اپنا رہبر اور رہنما اور امام بنانے کے بجائے طاق کی زینت بنا چکے ہیں، تبرک اور برکت حاصل کرنے یا رسم پورا کرنے کے لئے بغیر سمجھے تلاوت کرتے ہیں، یا مردوں کے ایصال ثواب کے لئے پڑھتے ہیں، اس کے الفاظ اور آیات کا خوب وِرد کر کے مصیبت و بلائیں اور بھوت پریت کو بھگانے اور نقصان سے بچنے کے لئے تلاوت کرتے ہیں، عمل میں پوری طرح جان بوجھ کر خلاف ورزی کرتے ہیں، قرآن ان کو خالص توحید اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے، تو وہ شرک و بدعات میں بھی گرفتار ہیں، قرآن ان کو اللہ کی عبادت کی تاکید کرتا ہے اور پانچ وقت کی نمازیں فرض کیا ہے، تو وہ صرف جمعہ کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔

اسی طرح بے پردگی و بے حیائی، فضول خرچی، حرام مال کھانے اور جھوٹ بولنے سے دور رہنا، وعدہ خلافی نہ کرنے اور امانت ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے، مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کی نقل کر رہے ہیں، تو آج مسلمان یہ سب احکام جان کر بھی من چاہی اور نفسانی خواہشات پر کرتے ہیں۔

کتاب کو رہبر اور امام بنانا ہوگا

یہاں بطور مثال سمجھایا گیا کہ جن لوگوں کو کتاب الٰہی دی جائے، اگر وہ اس کا حق ادا نہ کریں اور جسم کے نام سے مسلمان بنے رہیں اور کتاب الٰہی کو اپنا امام و رہبر نہ بنائیں اور برائے نام ایمان رکھیں، اس کی رہنمائی میں عمل نہ کریں تو کتاب پر کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کریں وہ صرف جانور کی طرح ایک بوجھ لادے ہوئے ہیں، کتاب پر ایمان رکھنے کے بعد اس کے ضابطے اور قانون سے منحرف ہو کر اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی ملک و قوم اور خاندان و اہل و عیال میں نافذ نہ کریں تو یہ انکار ہی میں آئے گا۔

مسلمانوں کو بنی اسرائیل کی روشِ اختیار کرنے سے منع کیا جارہا ہے

ان آیات میں بظاہر نشانہ اور مثال بنی اسرائیل کو بنایا گیا، مگر بالواسطہ امت مسلمہ کو بھی یہ ہدایت دی جارہی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی بنی اسرائیل کی طرح روشِ اختیار کرلو، تمہارے رسول قیامت تک کے لئے نبی ہیں، ان کی زندگی کے بعد کتاب کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے دوسری قوموں کا تزکیہ کرنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہوگی، کتاب اللہ کی وارث امت مسلمہ بنے گی۔

تم کتاب کی تکذیب نہ کرو اور نہ اسے تکیہ بنالو، تکیہ چونکہ پیٹھ کے پیچھے ہوتا ہے، اس پر انسان بس سہارا لیکر بے فکر سوجاتا ہے، یہ سہارا اس طرح نہ ہو کہ ہم آخری امت ہیں، ہم مسلمان ہیں، ہم امت مسلمہ بن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں، ہمیں سب سے بڑی نعمت یعنی کتاب اللہ ہمیں دی گئی، تمام قوموں میں اونچا مقام ہمیں دیا گیا، بس کلمہ پڑھ لینا اور کتاب کے بعض احکام جو آسان آسان ہیں ادا کرلینا، مگر اس کے پورے حقوق ادا نہ کرنا' یہ تمہارے لئے زیبا نہیں ہے، جان بوجھ کر اس کے احکام کے خلاف چلنا یہود و نصاریٰ کے طریقہ ہے، اسی طرح ہم بھی اللہ کی امانت کو پس پشت ڈال دئے ہیں اور ایک وزن اٹھائے ہوئے ہیں، ہماری طرز زندگی اور کاروبار قول، اصول وضوابط اور فیصلے زندگی کا نظام اگر کتاب الٰہی کی رہنمائی میں نہ ہوں تو گویا ہم بھی یہود کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو آخری امت بنا کر بڑا احسان کیا

اللہ نے پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر کے تم کو آخری امت بنا کر جو انتخاب کیا ہے یہ اس کا بڑا فضل اور احسان عظیم ہے، اس لئے اس امانت کی قدر کرو اور اس کا حق ادا کرو، اس کی ذمہ داری کو اٹھاؤ، اللہ کا منشاء یہ ہے کہ کلمہ طیبہ اور اسلام کا درخت خوب پھلے پھولے، ساری دنیا کو پھل پھول دیتا رہے، قیامت تک برگ و بہار پہنچاتا رہے، اس لئے اپنا تعلق بنی اسرائیل کی طرح کتاب الٰہی سے نہ توڑو اور اپنے آپ کو جانور کی طرح نہ بنالو، اللہ کی

کتاب کے ساتھ وفاداری کرو، گدھے کے مشابہ نہ بن جاؤ۔

یہود کو موت کی تمنا کرنے کی دعوت

آخر میں یہود سے خطاب فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے پیغام کا حق چاہے ادا کرو یا نہ کرو بہر حال اللہ اس کا پابند ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کو تمہارے سوا کسی کے پاس نہ بھیجے، اگر واقعی اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو، یہاں ان کو دعوت مباہلہ دی گئی، اور اسی طرح نصاریٰ کو بھی دی گئی تھی، اگر یقین ہے کہ اللہ کے پاس تمہارے لئے عزت، قدر و منزلت ہے تو پھر موت کی تمنا کرو، آخر موت سے تم خوف کیوں کھاتے ہو؟ حالانکہ ذلت کی زندگی میں ہو مگر موت کو پسند نہیں کرتے۔

یہاں دنیا کے تمام انسانوں کو یہ بات سمجھائی گئی کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے، وہ آنے والی ہے، ہرگز ٹل نہیں سکتی، تم کو اپنی زندگی کا حساب آخرت میں دینا ہے، وہاں تم کو معلوم ہوگا کہ تم نے کیا کمایا اور کیا گنوایا، اس سے بچ نہیں سکتے، اللہ کے علاوہ کہیں بھی تمہیں سہارا نہیں مل سکتا، اللہ کسی کا رشتہ دار نہیں اور نہ وہ کسی کی زبردستی تائید و جانب داری کرتا ہے، وہ سب کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والا ہے، کوئی خاص قوم اور نسل اس کی چہیتی نہیں، اور نہ وہ کسی سے عداوت رکھتا ہے، تم سب اس کے بندے اور غلام ہو، وہ تمام جہاں کا بادشاہ ہے۔

امت مسلمہ کتاب کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہی ہے

اللہ کی اس تاکید کے باوجود امت مسلمہ غفلت میں مبتلا ہوتی جا رہی ہے اور دنیا کی دوسری قوموں کو گمراہی میں بھٹکتے دیکھنے کے باوجود دولت پرستی، نفس پرستی، عیش پرستی میں گرفتار ہو رہی ہے اور اپنے کو ذمہ دار نہیں سمجھ رہی ہے، وہ اپنی ساری دولت طاقت، جذبات اپنے اور اپنے اہل و عیال ہی کی دنیا سنوارنے میں لگاتی جا رہی ہے، ان کو دنیا میں اللہ کی نافرمانی بڑھنے اور پھیلنے کا احساس ہی نہیں رہا، وہ بہت زمانے سے عالیشان عمارتیں بنانے، زیورات جمع کرنے، بینک بیالنس میں اضافہ کرنے، بھاری بھاری لباس اور سواریاں

خریدنے اور اولاد کی دنیا سجانے، حکومت واقتدار اور دنیا کو حاصل کرنے ہی کی فکر رکھتے ہیں، وہ زبان سے کتاب الٰہی کا انکار تو نہیں کرتے مگر جان بوجھ کر اللہ کی بغاوت میں کتاب کے خلاف زندگی گذارتے ہیں۔

اس رکوع سے حاصل ہونے والی نصیحتیں

(۱) اس رکوع میں ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ ہم بنی اسرائیل کی طرح امت محمدیہ ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داری ادا کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے پر بس بغیر اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کئے اپنے آپ کو جنتی نہ سمجھیں، یہود کی طرح دوسری قوموں کو ذلیل، کمتر اور گری ہوئی نہ سمجھیں، قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے اس کے احکام پر چلنے کی فکر رات دن ہر وقت رکھیں، کتاب الٰہی کو اپنا امام ورہبر بنائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے باوجود نجات وکامیابی کا دارومدار کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کا حق ادا کرنے پر ہونے کا تصور اور یقین وایمان رکھیں۔

(۲) تزکیہ نفس کے لئے جو عجیب طریقے رائج ہوگئے ہیں ان کی اصلاح کرلیں اور تحقیق کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کا تزکیہ کرنے کے لئے کونسے طریقے اختیار کئے تھے، اللہ کا ذکر شعور اور ادراک کے ساتھ کریں، کائنات میں غور وفکر شعور کے ساتھ کریں، تب ہی صحیح ایمان آئے گا اور دلوں کی پاکیزگی حاصل ہوگی، اور اللہ کی معرفت کے ساتھ اللہ کی یاد ہوگی۔

(۳) مسلمانوں میں بہت سی جماعتیں بن گئیں ہیں، اس رکوع سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ یہود نے صرف حق کو ماننے سے اس لئے انکار کیا کہ آخری نبی بنو اسماعیل میں آئے، ہمارے اندر بھی یہی روش آچکی ہے، ہر جماعت دوسری جماعت کو گمراہ کہتی ہے اور صرف اپنے ہی کو حق پر سمجھتی ہے، چاہے ان کا عمل قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ کے طریقوں پر نہ بھی ہو، کسی جماعت کی طرف سے کوئی بات قرآن وحدیث کی آئے تو اس کو حق جاننے اور ماننے کے بجائے اس کو نہیں مانا جاتا اور نہ ساتھ دیا جاتا ہے، یہ محض اس لئے کہ جو بھی بات پیش کی جارہی ہے وہ اپنی جماعت سے پیش نہیں کی جارہی ہے، غیر جماعت والا اگر سچی

بات بھی پیش کرتا ہے اور قرآن و حدیث بیان کرتا ہے تب بھی اس کا انکار کیا جاتا ہے، یہ ایسا ہی عمل ہے جیسے یہود نے بنو اسماعیل میں پیغمبر اور کتاب کے آنے کو سچا جاننے کے باوجود انکار کیا۔

(۴) اس میں یہ تعلیم بھی دی گئی کہ کتاب کے وارث ہونے کے بعد کتاب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی فکر کی جائے، کتاب کو صرف برکت اور حصولِ ثواب کی حد تک نہ پڑھا جائے اور اس کے احکام کی نافرمانی سے بچا جائے اور اس کے نازل کرنے والے سے ڈرا جائے، دنیا کے انسانوں کی زندگیوں کو سدھارنے کی قرآن واحد کتاب ہے، اگر ہم ذمہ دار بن کر اس کو سمجھ کر سمجھانے اور اس کا قول وفعل سے عملی مظاہرہ کرنے والے نہیں بنیں گے تو پھر کون اس پر عمل کرے گا؟ اور کون اس کی دعوت دے گا؟ اس طرح دنیا کی دوسری قوموں کی گمراہی کے ہم ذمہ دار ٹھہریں گے۔

(۵) مسلمانوں کی بڑی تعداد یہود کی طرح اپنے آپ کو اللہ کے عذاب اور سزاء سے مستثنیٰ سمجھتی ہے اور یہ تصور رکھتی ہے کہ ہم اللہ کے محبوب پیغمبر کے امتی ہیں اور پیغمبر کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہمیں بخش دیا جائے گا، بس پیغمبر پر ایمان اور محبت کافی ہے، عمل کرنے کی ضرورت نہیں، جنت ہمارے لئے ہی ہے، اس طرح وہ من چاہی زندگی گذارتے ہیں اور پیغمبر کی محبت میں غلو کرتے ہیں، ان کو اپنی گمراہی سمجھ میں نہیں آتی۔

وہ جان بوجھ کر کتاب الٰہی کے احکام توڑتے اور ان کے خلاف چلتے ہیں، اپنی دینداری پر مطمئن رہتے ہیں، یہ شیطان کا دھوکہ ہے جو اس نے یہود کو بھی دیا تھا۔

(۶) انسانوں میں جن انسانوں کو اللہ تعالیٰ ایمان قبول کر کے یا مسلمان ماں باپ کے پیٹ میں پیدا کرتا ہے ان کو اللہ کا شکر گذار بندہ بنے رہنے کے لئے قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرتے ہوئے زندگی گذارنا اللہ کی شکر گذاری ہے، اگر وہ قرآن اور رسول کی اہمیت کو نظر انداز کر دیں اور غافل بن کر زندگی گذاریں تو یہ یہود کی طرح نااہل اور ناشکری ہوگی۔

کیا ہم جمعہ کے دن کی حقیقت جانتے ہیں؟

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ o فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ o وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْواً انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ o

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔ پھر جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں منتشر ہوجاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کروتا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔ اور جب کچھ لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل تماشہ دیکھا تو اس کی طرف ٹوٹ پڑے اور تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ دیا، کہہ دو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے کہیں زیادہ بہتر ہے، اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

جمعہ کا دن امت مسلمہ کی تربیت کا دن ہے!

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو آخری امت بنا کر اپنی آخری امانت قرآن مجید کا وارث بنایا اور امت مسلمہ پر بھاری ذمہ داری رکھی، ایسی صورت میں امت مسلمہ کی تربیت اور ذہن سازی و اصلاح ہوتی رہنا ضروری تھا، چنانچہ اس امت کو باشعور بنانے اور ایمان کو تازہ رکھنے کے لئے خاص طریقے اور اعمال مقرر کئے، جیسے نماز میں قرآن مجید پڑھنا اور سننا، سال میں ایک مہینے کے روزے، صاحبِ نصاب مالدار پر سال میں ایک مرتبہ زکوۃ اور حج وغیرہ کو فرض کیا۔

اسی طرح دینی شعور کو زندہ رکھنے اور کتاب کی ذمہ داریاں یاد رکھنے کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا، جو امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا اہم اور ضروری تھا، اس لئے کہ انسان کو

باشعور اور ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل بنانے کے لئے کم سے کم ان کا کسی ایک دن اجتماع ہونا ضروری ہے، اسی سے قوم زندہ رہتی ہے، اللہ ہی نے انسان کی یہ فطرت بھی بنائی کہ دنیا میں ہر شعبہ والے اپنے نمائندوں میں ذمہ داری کا احساس دلانے کے لئے ایک میٹنگ اور تربیتی پروگرام رکھتے ہیں، اسی سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و دانائی سے امت مسلمہ کا ہفتہ میں ایک دن اجتماع مقرر کیا تاکہ وہ خطبۂ جمعہ کے ذریعہ کتاب کے احکام جانیں اور کتاب کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل بنیں، یہ یاددہانی انہیں ہر جمعہ کرائی جاتی ہے۔

پچھلی قوموں میں بھی اجتماع کا دن مقرر تھا

یہ طریقہ پچھلی قوموں میں بھی تھا، یہود نے خاص طور پر اپنے نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے گذارش کرکے سبت یعنی ہفتہ کا دن اپنے اجتماع اور روحانیت کا دن مقرر کروایا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہفتہ کا دن مقرر کردیا، ان کے دیکھا دیکھی عیسائیوں نے بھی حضرت عیسیٰؑ اور انجیل کے حکم کے بغیر ہی اتوار کا دن خاص عبادت اور اجتماع کا مقرر کرلیا اور پھر اپنے ماننے والوں کو دنیوی کاروبار اور مشغولیات سے آزاد رکھنے کے لئے اتوار کو تقریباً پوری دنیا میں تعطیل مقرر کردی، اس دن وہ عورتوں اور مردوں کو چرچ میں جمع کرکے ان کے پادری وعظ کرتے ہیں اور انجیل کی تعلیم دیتے ہیں، یہ طریقہ ان کے پاس آج تک چلا آرہا ہے۔

ان دونوں سے ہٹ کر امت مسلمہ کے لئے اجتماع اور عبادت کا خاص دن جمعہ مقرر کیا گیا ہے، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمان ہر جمعہ ایک دوسرے سے ملاقات کرسکتے ہیں، ان کے حالات اور مسائل کو جان سکتے ہیں، ان میں مساوات انسانی، بھائی چارگی، انس ومحبت اور اتحاد واتفاق پیدا ہوسکتا ہے، مسلمانوں کے اس اجتماع اور عبادت کی مثال دنیا کے کسی دوسری قوم میں نہیں اور نہ ویسی نورانیت نظر آتی ہے، دوسری قومیں ملتی ضرور ہیں مگر اپنے اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے ملتی ہیں، کالے گورے، بڑے چھوٹے، ادنیٰ و

اعلیٰ کا فرق رکھ کر ملتی ہیں، ان میں یکسانیت، محبت و بھائی چارگی پیدا نہیں ہوسکتی۔

جمعہ کی فرضیت کا حکم ہجرت سے پہلے دیا گیا

جمعہ کی فرضیت کا حکم ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکا تھا، لیکن وہاں کے حالات کے اعتبار سے مسلمان با قاعدہ جمع ہو کر کوئی علاحدہ عبادت و اجتماع نہیں کر سکتے تھے، وہاں اس حکم پر عمل کرنا مشکل تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ میں لکھ بھیجا کہ جمعہ پڑھا کرو، جمعہ کے دن دو پہر سورج ڈھل جانے کے بعد دو رکعت نماز کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرو، ویسے مدینہ کے لوگ انصار بھی فطری طور پر اجتماعی عبادت اور اجتماع کا دن مقرر کرنا چاہتے تھے، انہوں نے جمعہ ہی کا انتخاب کیا، رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد پہلا جمعہ مقام قباء میں ادا کیا اور اس کے بعد سے ساڑھے چودہ سو سالوں سے برابر مسلمان نماز جمعہ کے خطبہ کا اہتمام کر رہے ہیں۔

جمعہ کا دن ایک رسم بن گیا

جیسا جیسا دنیا کے مختلف ملکوں میں اسلام پھیلا، جمعہ کو مسلمان رسم ادا کرنے لگ گئے اور ہر روز کی پانچ نمازوں کی طرح ایک فرض نماز کا تصور کرنے لگ گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں پر بے شمار ذمہ داریاں ڈالی گئیں، نبوت کا سلسلہ ختم کر کے ان کو ساری دنیا کے سامنے رسول کا نمائندہ اور قرآن کی چلتی پھرتی مثال بن کر رہنا تھا اور دنیا کی دوسری قوموں کو کتاب کی تعلیم دے کر ان کا تزکیہ کرنا اور ان کو ایمان و اسلام کی طرف بلانا تھا، اس لئے یہ ضروری تھا کہ مسلمانوں کی فکر اور جذبات کو تازہ اور صحیح کریں اور ان کی اصلاح ہوتی رہے، یہ اصلاح اور تزکیہ جمعہ کے خطبہ کے ذریعہ قرآنی ہدایات کو سمجھا کر کیا جانا تھا، تا کہ خطبۂ جمعہ کے ذریعہ ان کو روحانی غذاء دی جائے، جو ہفتہ بھر ان کو اسلام پر تر و تازہ رکھ سکے اور ان میں خطبہ کے ذریعہ قرآنی احکام زندہ رہ سکیں۔

مگر عجیب بات ہے کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے نزدیک ایک رسم بن کر رہ گیا ہے،

وہ جانتے ہی نہیں کہ جمعہ کا اہتمام اللہ تعالیٰ ہم سے کیوں کروا رہا ہے؟ جمعہ کے ذریعہ ان میں کیا روحانی کیفیت پیدا کرنا چاہتا ہے؟ عجمی علاقوں میں تقریباً تمام مسلمانوں کے محلوں میں جمعہ کی اذان اور خطبہ کے دوران بازار کھلے رہتے ہیں اور کاروبار جاری رہتے ہیں، اگر عرب علاقوں میں تعطیل نہ ہوتی تو شاید وہاں پر بھی یہی حال ہوتا۔

اکثر لوگ دوسری اذان کے وقت اذان سن کر بھاگ کر آتے ہیں، آٹو، ٹھیلہ بنڈی اور ہوٹل والے اپنے کاروبار برابر جاری رکھتے ہیں، خطبہ کھڑے کھڑے سنتے ہیں اور فرض نماز ختم ہوتے ہی بہت بڑی تعداد مسجد سے فوراً تیزی سے چلی جاتی ہے، اکثر لوگوں کی جمعہ کی تیاری کا یہ عالم ہے کہ پہلی اذان کے بعد نہانے کی تیاری کرتے ہیں، صاف ستھرے کپڑے پہن کر گھر میں سرمہ اور عطر نہ رکھنے کی وجہ سے مسجد کے پاس آکر سرمہ اور عطر کا پھایا خریدتے ہیں، کھڑے کھڑے خطبہ کچھ سنتے ہیں اور کچھ نہیں سنتے، بعض خطیب حضرات بھی دیر سے آتے ہیں اور رسمی انداز میں تبرک کے طور پر کچھ آیتیں اور احادیث سنا کر خطبہ پڑھتے ہیں، اردو تقریر کرنا ہو تو خطبہ سے ایک گھنٹہ پہلے کسی عنوان پر کچھ تیاری کر لیتے ہیں، نہ عوام خطبہ سے فائدہ اٹھانا چاہتی اور نہ ہی خطیب حضرات خطبہ سے عوام کو کوئی دینی سمجھ بوجھ دیتے ہیں۔

جن علاقوں میں عربی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے وہاں جمعہ کا خطبہ حکومت کی مرضی کے مطابق اوقاف کی طرف سے تیار کر کے ساری مساجد کو ایک دن پہلے روانہ کر دیا جاتا ہے، سارے خطیب اسی ایک خطبہ کو سنانے کے لئے پابند ہوتے ہیں، اس میں زیادہ تر اصلاحی انداز کے عنوانات یا اخلاقی عنوانات پر بات ہوتی ہے۔

عجمی علاقوں میں عربی زبان نہ بولتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں، وہاں عربی خطبہ سے پہلے مادری زبان میں تقریر ہوتی ہے اور ان میں بھی زیادہ تر اصلاحِ معاشرہ کی بات یا بزرگوں کے قصے کہانیاں، یا مسلکی اختلافی مسائل پر بات ہوتی ہے اور اس اختلاف میں دوسرے مسالک پر غیر شرعی لعن طعن بھی ہوتی ہے، یا پھر سیاسی حالات، حکومتوں کی

مسلمانوں کے ساتھ ظلم وزیادتی اورناانصافیوں پرتقاریرہوتی ہیں،شاید ہی کوئی مسجد ایسی ہو جہاں قرآن مجید کی کسی صورت کوتلاوت کر کے اس سے ملنے والی نصیحت اورسبق سمجھایا جاتا ہو،اس غفلت اور بے شعوری کی وجہ سے اکثر مسلمان سورۃ الفاتحہ اورسورۂ فیل سے سورۃ الناس تک کسی ایک سورۃ پر کچھ بھی معلومات نہیں رکھتے' جو وہ اکثر نمازوں میں پڑھتے رہتے ہیں، وہ جانتے ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن مجید سے کن کن عنوانات پرتربیت دے رہا ہے،اوران کو بحیثیت مسلمان کیا ذمہ داریاں دی ہیں۔

جمعہ کا عربی خطبہ نماز کے قائم مقام ہے

ہرروز ظہر کی نماز چاررکعت کو کم کر کے جمعہ کے دن دو رکعت کردی گئی اور باقی دو رکعت کی جگہ خطبہ رکھا گیا؛ تاکہ ایمان والے دین کی سمجھ حاصل کریں،خطبہ کو بھی دو رکعتوں کی طرح دوحصوں میں تقسیم کردیا گیا،یعنی دونوں کی روح ایک ہی جیسی ہے، حالت نماز میں امام اور مقتدی دونوں اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں، اور خطبہ میں امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، بڑائی وکبریائی اوراحکام الٰہی سناتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہےاوراپنے اورتمام مسلمانوں کے لئے دعاء کرتا ہے۔

اس طرح خطبہ میں اشارہ یہ ہے کہ انسان تھوڑا سا وقت ذکرِ الٰہی سنتے ہوئے اللہ کے احکام کو جانے اوراللہ کی غلامی کے لئے تیار ہواورنماز سے پہلے اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑکرقلبی پاکیزگی اورعالم بالا سے تعلق پیدا کرلے، گویا ہر چیز کی فضاء پیدا کرنے اوراس کا ماحول بنایا جاتا ہے، جیسے سونے سے پہلے سکون اورنیم اندھیرا کیا جاتا ہے،اسی طرح خطبہ کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد دین کی سمجھ کے ساتھ نماز کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

بہت سارے لوگ خطبہ کی اہمیت ہی نہیں جانتے

بہت سارے لوگ جمعہ اورعید کی جماعت ٹھہر جانے کے بعد بھاگ بھاگ کرآتے ہیں اور جماعت میں شریک ہوجاتے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے

دوڑ کر آنے سے منع فرمایا ہے۔

عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ادا کی جاتی ہے' نماز پہلے ہوتی ہے اور خطبہ اس کے بعد دیا جاتا ہے، چنانچہ عرب ممالک میں دیکھا گیا کہ بہت سارے عجمی مسلمان نماز ادا کرتے ہی خطبہ سنے بغیر فوراً عیدگاہ سے باہر نکل جاتے ہیں، نکاح کے وقت دورانِ خطبہ باتیں کرتے اور مذاق و دل لگی کرتے ہیں، حالانکہ خطبہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے جس طرح نماز باجماعت میں آیات کا مطلب سمجھ میں نہ آنے کے باوجود خاموشی سے شریک رہتے ہیں ویسے ہی خطبہ سننے اور ختم ہونے تک ادب کے ساتھ سنتے رہنا چاہئے، چاہے وہ عید کا خطبہ ہو یا جمعہ کا یا نکاح کا ہو، خطبہ سے بے توجہ بن کر اللہ کی ناراضگی کو دعوت نہ دیجئے۔

بہت سے مسلم محلوں کی مساجد میں اردو تقاریر بیکار اور بے مقصد ہونے کی وجہ سے لوگ تقاریر سننے سے بچنے کے لئے اذان ہوجانے کے باوجود عین خطبہ کے وقت مسجد آتے ہیں، خطیب حضرات کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی صلاحیتوں کو جان کر بامقصد خطاب کریں۔

خطبہ نہ سننے پر صحابہؓ کو خطیب اور خطبہ کا احترام کی تاکید

ان آیات میں مسلمانوں کو تاکید کی جارہی ہے کہ وہ جمعہ کے دن جب پکارا جائے نماز کے لئے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خطیب کا اور خطبہ کا احترام بجالاؤ۔

ابتدائی زمانے میں مدینہ منورہ میں یہ طریقہ تھا کہ جب بھی کوئی تجارتی قافلہ مدینہ میں آتا تو لوگ دف اور ڈھول تاشے بجا کر اس کی اطلاع دیتے، لوگ دوڑ دوڑ کر اس قافلہ کی پاس سامان خرید و فروخت کے لئے آجاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ابتدائی زمانے میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اس وقت پہلے نماز ادا کی جاتی بعد میں خطبہ دیا جاتا تھا، ایکدم قافلہ کے آنے کی آواز پر سب لوگ دورانِ خطبہ سامان خریدنے اٹھ اٹھ کر چلے گئے، صرف ۱۲ر مرد اور ایک عورت باقی رہ گئے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ وغیرہ ان کو خطاب کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سب لوگ چلے جاتے اور ایک آدمی بھی باقی نہ رہتا تو یہ وادی آگ سے بھر جاتی۔

یہ واقعہ اس لئے نہیں پیش آیا کہ صحابہؓ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے تھے؛ بلکہ ایک طرف کفارِ مکہ نے مدینہ کے باشندوں کی سخت ناکہ بندی کر رکھی تھی، جس کی وجہ سے مدینہ میں ضروریاتِ زندگی کی چیزیں نہیں مل رہی تھیں، لوگوں کو تکلیف ہو رہی تھی۔

یہ صحابہ کرامؓ کی تربیت کا ابتدائی مرحلہ تھا، بہت سے لوگوں پر ابھی اسلامی تربیت کا رنگ اچھی طرح نہیں چڑھا تھا، لوگ خطبہ کی اہمیت سے واقف نہ تھے، ان کے نزدیک نماز کی اہمیت تھی، شاید کہ وہ یہ خیال اور تصور کئے ہوں گے کہ نماز تو ہو چکی، ہمارے خطبہ سے فارغ ہونے تک سامان فروخت ہو جائے گا، گھبرا کر اس کی طرف دوڑے، یہ ایک ایسی کمزوری اور غلطی تھی جو اس وقت اچانک تربیت کی کمی اور حالات کی سختی کے باعث پیدا ہوئی، جب صحابہؓ سے یہ غلطی ہوگئی تو اللہ نے اس کی فوراً اسی وقت اصلاح کی کہ خطبہ اور خطیب کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور قیامت تک کے لوگوں کی اس کے ذریعہ اصلاح فرمادی۔

یہود بھی محض دنیا کے مال کی خاطر ہفتہ کے دن کا احترام نہیں کرتے تھے اور غلطی ارتکاب کر کے لعنت زدہ ہو گئے، اس طرح کی تربیت نبی کی زندگی تک با قاعدہ ہر غلطی اور کمزوری پر کی گئی، اس کے بعد جمعہ کا خطبہ پہلے ہونے لگا اور نماز بعد میں ادا کی جانے لگی۔

رسول اللہ ﷺ نے امت کو جمعہ کے پورے آداب بتلائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دئے ہوئے احکام میں چاہے ان کا ذکر قرآن میں ہو یا نہ ہو' احکام احادیث سے اگر ثابت ہے تو ان کا انکار کرنا اللہ کے احکام کا انکار ہے۔

اللہ نے جمعہ کو تمام دنوں کا سردار' بابرکت اور افضل دن بنا کر عید المؤمنین بنایا ہے۔ (ابن ماجہ) اس دن کو عید کے دنوں سے افضل بنایا۔ (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر کسی شرعی عذر کے محض لاپرواہی کی بناء پر کوئی شخص تین جمعہ چھوڑ دے تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور اس کا دل زنگ آلود ہو کر اسلام سے پھر جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دل کو منافق کا دل بنا دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت تک جمعہ تمام لوگوں پر فرض ہے، جو شخص اسے ایک معمولی چیز سمجھ کر یا اس کو حق نہ مان کر اُسے چھوڑ دے اللہ اس کا دل درست نہ کرے اور نہ برکت دے، خوب سن لو اس کی نماز نماز نہیں' اس کی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں' اس کا حج حج نہیں' اس کا روزہ روزہ نہیں' اس کی کوئی نیکی نیکی نہیں' جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے، پھر جو توبہ کرے اللہ اُسے معاف فرمانے والا ہے۔ (ابن ماجہ، بزاز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے۔ (بیہقی) شرائط کے ساتھ۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ (ابوداؤد)

البتہ عورت، بچے، غلام، مریض، قیدی، مسافر کو مستثنیٰ قرار دیا گیا، شریک ہو جائیں تو درست ہے، پھر ان پر ظہر ساقط ہو جاتی ہے ورنہ ظہر ادا کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے اور وہ غافل ہو کر رہ جائیں گے۔ (مسلم، نسائی)

حدیث میں ہے کہ دوزخ کی آگ ہر روز دوپہر کو بھڑکائی جاتی ہے، مگر جمعہ کے دن نہیں، جو شخص جمعہ کے دن وفات پائے شہید کا ثواب پائے گا، عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا، اللہ نے یہودیوں کی خواہش پر ہفتہ کے دن کو ان کی اجتماعی عبادت کا دن مقرر کیا تھا، مگر وہ اس دن کا احترام باقی نہ رکھ سکے اور عذاب کا شکار ہو کر بندر بنا دئے گئے، اس لئے مسلمان یہودیوں کی طرح جمعہ کے دن سے لاپرواہی اور غفلت نہ برتیں، اس دن کی بے حرمتی نہ کریں اور پوری ایمانی تڑپ کے ساتھ جمعرات کے دن سے جمعہ کا انتظار کریں۔

اکثر ممالک اور خاص طور پر مسلم ممالک میں جمعہ ہی کے دن کرکٹ میاچ اور نئی

فلمیں دکھائی جاتی ہیں، کثیر تعداد میں لوگ کرکٹ دیکھنے کے لئے اسٹیڈیم میں جمع ہوتے ہیں اور بہت سارے لوگ پہلے ہی دن فلم دیکھنے جاتے ہیں، ایسے مسلمانوں کا یہ عمل یہود کی طرح اللہ سے بغاوت اور عذابِ الٰہی کو دعوت دیتا ہے، جو لوگ کھیل کود اور لہو ولعب میں لگ کر جمعہ کی پرواہ نہیں کرتے اللہ کو بھی ان کی پرواہ نہیں، اللہ بے نیاز ہے۔

بیان کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ جمعہ کی اذان کے ساتھ ہی خرید وفروخت یعنی تمام دنیوی کاروبار بند کر کے اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو! یہ اللہ کا حکم ہے، حقیقی ایمان والوں کے لئے اللہ کے حکم کے باوجود اذان کے بعد بھی دنیا کے کام دھندوں میں لگے رہنا گویا اللہ کے حکم کی کھلی نافرمانی ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد زراعت، تجارت، نوکری، مزدوری، مفید اسٹڈی کرنا، ہوٹلوں میں کھانا پینا، سب کام حرام اور ممنوع ہیں، دُکان پر دو آدمی ہوں تو دکان بند نہ کر کے ایک آدمی کسی مسجد میں جمعہ ادا کر کے آئے اور اپنے کاروبار کو جاری رکھتے ہوئے دوسرا دوسری مسجد میں جمعہ ادا کرے، یہ بھی اللہ کے حکم کی کھلی نافرمانی ہے، گناہ کبیرہ ہے، اس کاروبار میں خیر و برکت ہونا مشکل ہے، بلکہ الٹا نافرمانی کا گناہ ہوگا، جب کاروبار بند ہو جائیں گے تو لوگ خود بخود خریدنا بھی بند کر دیں گے اور ہر کوئی ذکر کے لئے دوڑے گا۔

جمعہ کے اس وقت میں کام کاج اور تلاشِ معاش سے نکل کر ذکر وفکر میں اپنے آپ کو منتقل کرنا' روحانی اور قلبی زندگی کے لئے باشعور بنانا اسلامی زندگی کے لئے ضروری ہے، اس کے بغیر ایک مسلمان اللہ کی امانت کے بار کو نہیں اٹھا سکتا، اگر غفلت برتی جائے تو ایسے انسان امانت کی ذمہ داریوں کو اٹھانے سے غافل بنے رہتے ہیں۔

ان آیات میں جمعہ کی اہمیت کو بتلایا گیا، اذان کے ساتھ ہی تمام مصروفیات سے فارغ ہو کر اللہ کے ذکر یعنی خطبہ اور نماز کی طرف رجوع ہو جانا، لہو ولعب اور دنیوی کاروبار چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف آ جانا، مفسرین نے ذکر سے مراد خطبہ اور نماز لیا ہے، دنیا کا اصل بادشاہ اور مالک اللہ تعالیٰ ہے، دنیا کی تمام چیزوں کا وہ اکیلا مالک ہے، دنیا کا مال دینا نہ دینا اس کے

اختیار میں ہے، وہ القدوس پاک ہے، پوری کائنات اس کی پاکی وبڑائی بیان کررہی ہے، اگر لوگ اللہ کے ذکر کو چھوڑ کر لہو ولعب اور تجارت میں لگے رہیں تو یہ جمعہ کی ناقدری ہے اور اللہ کے حکم سے لاپرواہی ہے، وہ اپنی روحانی غذاء حاصل نہیں کرسکتے، یہاں ذکر کی طرف دوڑو سے مراد جمعہ کی اذان کے ساتھ ہی پوری تیاری کر کے پُر وقار انداز میں مسجد چلے جاؤ۔

آٹو اور ٹھیلہ بنڈی والے، مسلم اسکولس چلانے والے، ہوٹل کے مالکین، دُکاندار غرض ہر قسم کے تاجر پہلی اذان کے ساتھ ہی کاروبار بند کر کے مسجد کی طرف دوڑیں اور نماز کے ختم ہونے تک اپنے کاروبار بند رکھیں، اس سے ہر مسلمان کو جمعہ ادا کرنا آسان ہوجاتا ہے، جمعہ کی نماز ہی وہ واحد نماز ہے جو جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں سے ممتاز کرتی ہے۔

جمعہ کی پہلی اذان کو نماز کا بلاوا مانا گیا

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے تک امام منبر پر بیٹھنے کے بعد ایک ہی اذان دی جاتی تھی، آبادی مختصر ہونے کی وجہ سے جمعہ کی نماز کو بلانے کے لئے کافی ہوجاتی تھی، مگر حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں آبادی پھیل گئی تھی، آپؓ نے جمعہ کا وقت شروع ہوتے ہی مدینہ کے بازار میں جہاں ان کا گھر تھا' وہاں پہلی اذان دلوانا شروع کیا جو پورے مدینہ کے لوگوں کو سنائی دیتی تھی، اور جو حکم خطبہ کی اذان کے بعد ہوتا تھا، اب سارے صحابہؓ اسی اذان کو جمعہ کی نماز کی دعوت مانتے اور ہر قسم کا کاروبار اور کام کاج چھوڑ کر مسجد کا رُخ کرتے تھے، صحابہؓ میں سے کسی نے اس پہلی اذان پر اعتراض نہیں کیا۔ (بخاری، ابوداؤد، طبرانی)

چنانچہ اس زمانے سے آج تک تمام فقہاء کرام نے اس اذان کے بعد دنیا کے کام کاج میں مشغول رہنے کو حرام اور ممنوع قرار دیا۔

بیع اصل میں فروخت کے معنی میں آتا ہے، اس لفظ کا عام استعمال خرید وفروخت دونوں کے لئے ہوتا ہے، اس سے مقصود یہ ہے کہ دنیا کے ہر کام کو چھوڑ کر نماز کی طرف لپکو، بظاہر یہ حکم انسانوں کو گراں گذرے گا اور وہ اپنے کاروبار کا نقصان محسوس کریں گے، مگر ان

کو یہ عقیدہ بھی رکھنا چاہئے کہ کاروبار میں خیر و برکت، نفع ونقصان اور ترقی دینے کا اختیار اکیلے اللہ کے پاس ہے، اگر اس کی خوشنودی اور حکم کی تعمیل میں دنیا کا کچھ نقصان برداشت کرلو گے تو مرنے کے بعد اس کا اجر وثواب اللہ کے پاس پائیں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا میں ایسی شکلیں بھی پیدا کردے گا کہ ہر نقصان کی تلافی بھی ہوجائے گی۔

اگر دنیا کا بڑے سے بڑا نقصان برداشت کر کے انسان اللہ کی خوشنودی حاصل کرلے تو آخرت میں بلند درجات پاسکتا ہے، اور اگر اللہ ورسول کے احکام کے خلاف چل کر اللہ کو ناراض کر کے انسان ساری دنیا کی دولت سمیٹ لے تو آخر وہ کتنے عرصہ تک دولت رکھ سکتا ہے، عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے پیچھے مت بھاگو، جو چیز اللہ کے پاس ہے اس کے طالب بنو، اللہ بہترین پاکیزہ رزق دینے والا ہے، وہ وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے تم گمان بھی نہیں کرسکتے، وہ ایسا رزق دیتا ہے جو ہر لحاظ سے رزق کریم ہوتا ہے، تم اپنے نفع ونقصان کا اندازہ اس دنیا کی محدود زندگی کو سامنے رکھ کر مت کرو، ہمیشہ اللہ کی خوشنودی اور آخرت کو سامنے رکھو۔

بہرحال جمعہ کا خطبہ گویا نماز ہی کا حصہ ہے، جمعہ کی نماز ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے جس کی رکعتیں کم کر کے جمعہ کے دن دو رکعت کردی گئی، اس کی جگہ خطبہ کی شکل میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے جس سے امام حاضرینِ مسجد کو مخاطب کرتا ہے، اس وجہ سے وہ ساری باتیں اس کے دائرے میں آتی ہیں، جو مسلمانوں میں شعور بیدار کرنے، صلاح وفلاح سے متعلق ہوں، مگر موجودہ زمانے میں اکثر مساجد میں ضابطہ کی کاروائی کے لئے رسمی طور پر آیات، احادیث اور دعائیں پڑھ کر خطبے دئے جاتے ہیں۔

کاروبار صرف اذان سے نماز کے اختتام تک چھوڑنے کا حکم ہے

پھر مسلمانوں کو نماز کے بعد اجازت ہے کہ زمین میں پھیل کر اللہ کے رزق وفضل کو تلاش کرو، اگر اتنی پابندی وقت کی بھی مسلمان اپنے اللہ کی خوشنودی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی اتباع میں گوارانہیں کرسکتے تو پھرایسے مسلمانوں کواپنے ایمان واسلام کا جائزہ لیناہوگا، یہود پر تو ہفتہ کے احترام کی پابندی پورے دن کے لئے تھی، وہ اس دن تجارت، نوکروں سے خدمت اور کوئی دنیوی کام نہیں کرسکتے تھے، ان کی کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ اس دن کوئی کام کریں تو قتل کردیا جائے، لیکن اللہ نے رحم فرمایا، امت مسلمہ پر پابندی اذان سے ختمِ نماز تک ہی رکھی، باقی پورے دن دوسرے دنوں کی طرح آزادی دی ہے۔

صحابہ کرامؓ اس کا سختی سے اہتمام کرتے تھے، وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خیر الرازقین ہیں، حضرت عراک ابن مالکؓ جب جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر یہ فرماتے کہ یااللہ! میں نے آپ کی پکار کی تعمیل کردی اور فرض نماز ادا کردی، اب میں مسجد سے نکل رہا ہوں، جس طرح آپ نے حکم دیا ہے اے اللہ! مجھے اپنا فضل نصیب فرمائیے، آپ خیر الرازقین ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

اس تربیت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ احکام کے کس قدر پابند تھے، اور دنیا کے نقصان اور تکلیف کو برداشت کرکے صبر کیا، انسان میں شر بھی ہے اور خیر بھی، انسان چاہے تو کسی ایک قوت کر بڑھا سکتا ہے، خیر کو بڑھانے کے لئے صبر، فہم وعقل، ادراک، ثابت قدمی، جدوجہد اور استقامت ہونا ضروری ہے، لوگ خطبہ چھوڑ کر قافلۂ تجارت پر ٹوٹ پڑے اور خریداری میں لگ گئے، ابتداء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محنت کرنی پڑی، مسلمان اس قسم کی جماعت بنے جو اس عظیم امانت کو اٹھا سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جمعہ کی اذان سے پہلے نماز کی تیاری کے لئے غسل کرنے، سر میں تیل لگانے، جمعہ کی تعظیم اور نماز کی عظمت کی وجہ سے خوشبو لگانے، مسجد میں جلدی جانے کی ترغیب دی اور دیر سے جاکر دو آدمیوں کو ہٹا کر تکلیف دے کر درمیان میں گھسنے اور ان کے کندھوں پر سے پھلانگ کر جانے سے سختی سے منع فرمایا، پھر استطاعت کے مطابق نماز پڑھنے، خطبہ خاموشی سے سننے، پھر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہونے کی بشارت دی۔ (صحیح بخاری، مسند احمد)

جمعہ کا وقت شروع ہوتے ہی (پہلی اذان کے ساتھ) مسجد کے دروازے پر فرشتے کھڑے ہو کر تمام آنے والوں کے نام ترتیب وار لکھتے ہیں اور شروع گھڑی میں آنے والوں کو اونٹ کی قربانی کے برابر ثواب، ان کے بعد آنے والوں کو بڑے جانور کی قربانی کا ثواب، تیسری گھڑی میں آنے والوں کو بکرے کی قربانی کا ثواب، پھر ان کے بعد آنے والوں کو مرغی صدقہ کرنے کے برابر ثواب اور آخر میں آنے والوں کو انڈا صدقہ کرنے کے برابر ثواب لکھتے ہیں، پھر جیسے ہی امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر آتا ہے تو فرشتے بھی اپنا دفتر بند کر کے خطبہ سننے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ (بخاری، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر سے آ کر لوگوں کی گردنیں پھلانگنے والوں کے متعلق فرمایا کہ جہنم میں ان پر پل بنایا جائے گا، لوگ اس پر سے گذریں گے، جمعہ کا خطبہ دو رکعت نماز کے ثواب کے برابر ہے، جس طرح نماز کے دوران بات نہ کرنے، ادھر ادھر نہ دیکھنے، غفلت و لاپرواہی نہ برتنا ہے، وہی احکام عیدین و نکاح اور جمعہ کے خطبوں کے بھی ہیں، خطبہ بیٹھ کر سننے کا حکم ہے، اکثر لوگ دیر سے آ کر کھڑے کھڑے خطبہ سنتے ہیں، یہ جمعہ کے آداب کے خلاف ہے۔

خطبہ کی آواز چاہے کانوں تک پہنچے یا نہ پہنچے، سمجھ میں آئے یا نہ آئے خطبہ پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ سننا ضروری ہے، ادھر ادھر نہ دیکھیں، ٹیک نہ لگائیں، نیند اور غنودگی آئے تو بیٹھنے کا طریقہ بدل دیں، خطبہ شروع ہونے کے بالکل قریب سنت نہ پڑھیں، اگر پڑھ رہے ہوں تو جلدی ختم کرلیں، خطبہ کے دوران کوئی وظیفہ نہ پڑھیں، نہ سلام کریں اور نہ سلام کا جواب دیں، خطبہ بیٹھ کر سنیں، خطبہ کا ادب و احترام اور عظمت ہو، خطبہ میں امام دعاء کرے تو ہاتھ نہ اٹھائیں، دل ہی دل میں آمین کہیں، درود شریف کی آیت پر دل ہی دل میں درود پڑھیں، آواز سے نہ پڑھیں، جیسے نماز میں آیتِ درود آئے تو درود زبان سے نہیں پڑھتے وہی حکم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ کسی کو خاموش رہنے، سیدھا بیٹھنے یا آگے بڑھنے کے لئے کہنے اور کلام کرنے سے سخت منع کیا، اور

جو ایسا کیا‘ فرمایا: اس نے لغوبات کی، لغو حرکت کا ارتکاب کیا، اس کا جمعہ نہیں، وہ جمعہ کے (مکمل) ثواب سے محرم ہو جاتا ہے۔ (طبرانی، مسند احمد)

خطبہ شروع ہوتے ہی خطیب کی طرف رخ کر کے نماز کے قعدہ کی طرح بیٹھیں، چھینک آنے پر منہ پر ہاتھ رکھیں، مسجد میں آنے کے بعد سامنے سے صفوں کو پُر کریں، تاکہ بعد میں آنے والوں کو تکلیف نہ ہو، جمعہ کے دن غسل کی بڑی فضیلت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن غسل بالوں کی جڑوں سے (صغیرہ) گناہوں کو کھینچ کر نکالتا ہے، جمعہ کے دن میاں بیوی دونوں غسل کریں، مدینہ میں لوگ کسی کو سخت کلامی کرنا چاہتے تو کہتے کہ تو اس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہیں کرتا۔

جمعہ کے دن حجامت بنائیں، ناخن کاٹیں، مونچھیں تراشیں، زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کریں، ہو سکے تو سفید لباس پہنیں، اللہ کو سفید لباس بہت پسند ہے، جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ کہف کی تلاوت کرنے کی تاکید فرمائی ہے، ہو سکے تو ترجمہ کے ساتھ پڑھیں، اس سے قیامت کے دن پل صراط پر ایمان کا نور ملے گا، جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں۔ (بیہقی)

جمعہ کے دن دعاء قبول ہونے کی ایک خاص گھڑی چھپی ہوئی ہے، اور فقہاء نے اس گھڑی کا وقت عصر اور مغرب کے درمیان بتایا ہے، اکثر لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ بھی خطبہ کے آداب کے خلاف اور بے ادبی ہے، جو لوگ جمعہ کے دن دیر سے مسجد جاتے ہیں، خطبہ نہیں سنتے، نماز میں دیر سے شریک ہوتے ہیں، وہ جمعہ کی برکات اور ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں، جس کو نماز نہ ملے تو وہ ظہر کی نماز علاحدہ پڑھے، دن کی پانچ نمازیں جماعت نہ ملنے پر تنہاء پڑھ سکتے ہیں لیکن نماز جمعہ امام کے ساتھ ادا کرنا ہوگا، یا پھر جہاں جمعہ دیر سے ہو وہاں ادا کر لے۔

جمعہ کے دن جنازہ میں شریک ہونا، تمام نمازیں باجماعت ادا کرنا، کسی بیمار کی عیادت کرنا، نکاح میں شرکت کرنا، بہت زیادہ ثواب کا ذریعہ ہیں، جمعہ کے دن نماز کے

بعد کچھ نہ کچھ خیرات کریں، کچھ نہیں تو روٹی کا ٹکڑا ہی صدقہ کریں، جمعہ کے دن عید کا دن آ جائے تو جمعہ ساقط نہیں ہوتا۔ (مسلم)

مسجد میں جب تک رہیں اعتکاف کی نیت کرلیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہی کے دن قیامت قائم ہوگی، فرمایا: سوائے جن وانسان کے سب مخلوقات اس دن سے گھبراتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

ہر قسم کی تجارت کرنے والے، آٹو اور ٹھیلہ بنڈی والے ہو سکے تو جمعہ سے پہلے جمعہ کی تیاری کر کے نماز جمعہ کے بعد کاروبار پر لگ جائیں۔

جمعہ چھوٹ جانے پر اس کی قضاء نہیں ہے، بلکہ ظہر کی نماز ادا کرنا ہوگا، خطبہ کے دوران آنے والے جہاں جگہ مل جائے فوراً وہیں بیٹھ جائیں، بعض عورتیں جمعہ اور عیدین کی دو رکعت کی نیت سے گھر میں نماز پڑھتی ہیں، یہ درست نہیں ہے، ان پر جمعہ اور عیدین واجب نہیں ہے، عید اور جمعہ کی نماز امام کے ساتھ مردوں پر واجب ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے محنت مزدوری کرنے والوں کو یہ ترغیب بھی دی ہے کہ جمعہ کے دن خاص طور پر ایک صاف ستھرا کپڑوں کا جوڑا ساتھ رکھو تا کہ مسجد میں محنت مزدوری کے کپڑے اتار کر صاف کپڑوں سے مسجد جاؤ تا کہ پسینہ کی بدبو سے دور معطر ماحول میں خطبہ اور نماز جمعہ پوری دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ ادا کر سکو اور دوسروں کو بھی تکلیف نہ ہو۔

نماز جمعہ کے بعد زمین پر پھیل کر روزمرہ کی طرح رزق کریم تلاش کرنے کی اجازت اور آزادی دی گئی ہے، تلاشِ معاش ذکرِ الٰہی کے ساتھ ہو تو تجارت بھی عبادت بن جاتی ہے، لیکن ایک خاص وقت بھی ذکرِ الٰہی کے لئے مقرر ہونا چاہئے۔

ایمان میں پختگی پیدا کرنے کیلئے تعلیم الایمان کے تمام حصے عظیم بکڈ پو دیوبند سے حاصل کریں، علاحدہ علاحدہ حصے بھی حاصل کر سکتے ہیں اور تمام کتابیں تیرہ جلدوں میں بھی دستیاب ہیں، کتابیں ہندی میں بھی موجود ہیں۔
عظیم بکڈ پو دیوبند، فون نمبر: 9897377742 /9997177817